وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

سلسلہ خطبات غربیہ ۶

حقوق نسواں

بتفصیل ذیل

(۱) عورت نے یہودیت سے چلکر اسلام تک کیا کیا انقلاب دیکھے۔ یہ وہ معرکہ کا لیکچر ہے جو اعلےٰ طبقہ کی خواتین کی فرمائش پر لائیشیم کلب پکیڈلی لنڈن میں ۲۰۔ مئی ۱۹۱۳ء کو دیا گیا۔ اس لیکچر سے انگلستان میں فرقہ اناث کو اسلام کی طرف خاص توجہ ہوئی۔

(۲) ایک خطبہ نکاح جو مسجد ووکنگ میں ہوا

از

خواجہ کمال الدین بی۔ اے ایل ایل بی مسلم مشنری ووکنگ لنڈن

(از قلمی مسودہ تحصیل علیم) (دواخانہ رحیمیہ ضلع سیالکوٹ)

بقلم خاکسار محمد اکرم عفی عنہ (کوٹلی لوہاراں)

مطبع یونین سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوا

قیمت فیجلد (۵/) ...... تعداد جلد (۱۰۰۰)

www.aaiil.org

نظم از حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مجدد علیہ الرحمۃ

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اسکو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جنکے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہمنے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دار الشفا یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مینے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اسکا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جنسے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

کس کام کا وہ دیں ہے جسمیں نشاں نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر ۶

حقوقِ نسواں

عورت نے یہودیت سے چل کر اِسلام تک کیا کیا اِنقلاب دیکھے

یہ وہ معرکہ کا لکچر ہے جو اعلےٰ طبقہ کی خواتین کی فرمائش پر لائسیم کلب پکاڈلی لنڈن میں مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۳ء کو دیا گیا اس لکچر سے انگلستان میں فرقہ اناث کو اسلام کیطرف خاص توجہ ہوئی

آہ زندگی کیا ہے ایک سراب اور دُنیا کیا ہے۔ ایک دھوکا یا مایا جیسے ہندو فیلسوف کہہ گئے ہیں *

دنیا کی کوئی خوشی ایسی نہ ہوگی جو رنج و تکلیف میں بدل نہ گئی ہو بظاہر

جسے ہم نے راحت و سرور کا مقام سمجھا وہی مایوسیوں اور نا امیدیوں کا دلدل نکلا۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رنج و راحت زمان و مکان کی دو توام بیٹیاں ہیں اور انسان اُن کے کھیل کے لیئے ایک بیکس و بیچارہ کھلونا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور تلخ حقیقت ہے۔ ہاں اس کی تلخی جس تحیّر و رنج کے ساتھ تقریباً۔ آج سے چھ ہزار برس ہوئے ہمارے پہلے والدین نے چکھی وہ تلخ کامی کسی اور نے نہ دیکھی۔ مسرّت افزا وادی عدن کی سحر آفرین روشوئیں ابھی آرام سے چلنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ سخت تلخ کامی کا پیالہ سامنے آگیا۔ جس کی تلچھٹ تک اُنھیں نوش کرنی پڑی +

وہ بھی کیا خوش گھڑیاں تھیں۔ جب خداوند عالمیان نے عدن کی مشرق میں ایک باغ بنایا اور آدم کو اُس میں رکھا۔ ہر ایک درخت جو آنکھ کو پسند ہو۔ اور کھانے میں خوش ذائقہ ہو۔ زمین سے اُگایا گیا۔ عدن سے ایک دریا بھی آتا تھا جو اُس باغ کو سیراب کر کے اُس کی خوبصورتی اور دلکشی کو بڑھاتا تھا۔ جناب آدم کل کائنات کے بادشاہ بنائے گئے۔ اور ہر میدان کا جانور اور ہر قسم کا پرندہ اُن کے سامنے حاضر کیا گیا۔ اپ نے ہی اُنکا نام تجویز کیا۔ اور پھر اسی نام پر وہ آئندہ پکارے گئے۔ لیکن آدم کو ان چیزوں سے کوئی خوشی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان کے لیئے ان میں کوئی اُن کا معین و مددگار نہ ہو سکتا تھا۔ میری ہڈی میں سے ہڈی۔ اور میرے گوشت میں سے

گوشت انسانی رُوح کی خواہش تھی۔ اور اس خواہش کے پُورا کرنیکے لیئے
عورت مرد سے نکالی گئی۔ تاکہ وُہ دونوں ایک لحم و پوست ہوں۔ ایکدوسرے
کی صُحبت میں امیدوں کی راتیں اور مرادوں کے دن گذارنے لگے۔ لیکن
ہیہات بہار کے دن گنتی کے ہوتے ہیں۔ اور ایّام عروسی چند ہفتے +
علاوہ ازیں لوگ کہتے ہیں عورت کا ستارہ نحوست میں اس وقت طلوُع
کرنے لگتا ہے۔ جب وہ تنہا ہوتی ہے۔ اس کے متجسّس اور عجوبہ پسند طبیعت
پہ بھی بعض کہتے ہیں کہ عورت کے پہلو میں ایک کانٹا ہے۔ اور جُونہی وہ مرد
سے جُدا ہوئی ایسی باتوں کے متعلق جس سے اُسے روکا جاوے۔ یا جو اُس سے
مخفی رکھا جاوے وہ کانٹا اُسے تکلیف دینے لگتا ہے۔ مجھے تو چنداں علم نہیں
کہ یہ فتویٰ جو مرد نے عورت کے حق میں دے رکھا ہے کہاں تک درست ہے
لیکن اگر اس فتوے کی حمایت میں کسی تائیدی نظیر کی ضرورت ہو تو اے
شریف خواتین۔ میں کیوں نہ مادر اوّل کی طرف اشارہ کروں جسکی فطرت
پر عورت کی فطرت ہے۔ حوّا کو درخت علم کا خیال کبھی کبھی نہ آیا جب تک
وہ آدم کے پاس رہی۔ اور بات بھی ٹھیک ہے۔ آدم کی صحبت ایسی دلچسپ
و دلربا ہوگی۔ کہ حوّا کو کسی اور مضمون کو سوچنے کا موقع ہی کہاں ملتا ہوگا۔
لیکن جُونہی آدم سے حوّا جدا ہوئی اُس کے استعجاب نے آگھیرا اور عجائب
پرستی کو نفس و شیطان نے اُکسایا۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ خالی دل شیطان کا

تخت گاہ بن جاتا ہے ٭

ممنوع پھل کھانیکے لیئے حوّا کے وجوہ

حوّا نے خیال کیا ہمیں ضرور یہ پھل کھانا چاہیئے جس سے ہمکو روکا گیا ہے علاوہ ازیں جہاں تک اُس نے اس سوال کو عقل و فکر کے سامنے پیش کیا۔ اُسے یہی بہتر معلوم ہوا۔ وہ سوچنے لگی کیا علم کے درخت کا پھل کھانا کوئی بدی ہو سکتی ہے؟ کیا خداوند کی منشاء ہم کو بے علم اور جاہل رکھنے کی ہے خدا کے متعلق ہمیں ایسا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے تو پھر کیا یہ گناہ ہے کہ ہم میں نیک و بد کی تمیز ہو جائے کیونکہ آخر یہی خدا کہتا ہے کہ اس درخت کے کھانے سے کھانے والا برائی۔ بھلائی میں تمیز کریگا اور اگر بدی سے بچنا ہی ضروری ہے تو پھر ازبس ضروری ہے کہ میں یہ پھل کھاؤں۔ جب بدی بھلائی میں تمیز ہی نہ ہوگی تو ہم بدی سے بچ کیسے سکیں گے۔ علاوہ ازیں حوّا نے سوچا کہ بھلا ہمارے جاہل اور بے علم رہنے سے خدا کے جلال میں کیا ازدیاد ہوگا۔ بلکہ جسقدر علم و معرفت بڑھے گا اسی قدر مجھ میں حمد و شکر گذاری کرنے کا احساس زیادہ ہوگا۔ کیا خدا تعالٰے نے مجھے علم و دانائی حاصل کرنے کے قواء نہیں بخشے۔ اور اگر اُس نے انسان میں یہ قوتیں رکھدی ہیں تو پھر یہ قوتیں نشو و نما پانی چاہئیں جنابہ حوّا نے بہت ہی سر مارا بہت ہی سوچا اُنکی عقل میں کوئی بھی معقول بات

نہ آئی کہ کیوں خدا کی طرف سے ممانعت ہو سکتی ہے کہ درخت علم نہ کھایا جاوے۔ یہ بات اُنھیں لاینحل بھید ہی نظر آیا۔ اور اگر آپ صاحبان مجھ سے پوچھیں تو حوا حق بجانب تھیں۔ یہ تو کوئی سرّ ہی تھا جو نہ حوا کو سمجھ آیا نہ مجھے سمجھ آتا ہے۔ اور نہ کسی انسان کو۔ اُس دن سے آج تک یہ سمجھ آیا ہے جس درخت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کو کھا کر انسان عقلمند ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ گمان کرنا کہ خدا اُسکے کھائے جانے سے دریغ کریگا۔ یہ تو رحیم فیاض مہربان خدا کی شان کے بہت خلاف ہے۔ حوا نے آخر اُس درخت کے پھل کو کھا ہی لیا۔ پھر کیا تھا۔ بدی اور نیکی کے درمیان تمیز کرنے کی قوت فوراً پیدا ہو گئی۔ کیا راحت بخش تبدیلی ہو گئی۔ بے عقلی کی بجائے دانشمندی اور جہالت کی بجائے بصیرت پیدا ہو گئی۔ یہ تو ایک نایاب عطیہ الٰہی تھا اور ایک ایسا امر حوا کو حاصل ہو گیا جسے خوش قسمتی سمجھنا چاہیئے۔ آدم سے عورت کی ذات تو طبعاً بے نفس اور غیر خود غرض پیدا ہوئی تھی۔ وہ ایسی نایاب چیز سے کب دریغ کر سکتی تھی۔ حوا نے آدم کو وُہ پھل دیا اور اُس نے بھی درخت علم کے پھل کو کھایا۔ لیکن خداوہ تو ایک حاسد خدا تھا۔ جیسے خروج باب ۲۰ میں خود اُس نے موسیٰ کو دس احکام شریعت دیتے ہوئے اپنے آپ کو حاسد سے ملقب کیا ہے ؎

علاوہ ازیں جیسے کہ بائیبل میں لکھا ہے۔ خدا کو اس خیال سے بڑی تکلیف ہوئی۔ کہ ہیں۔ آدم اب نیکی بدی میں تمیز کرنے کی طاقت حاصل کرکے ہم میں سے

اور ہم سا ہو گیا۔ خدا کو بقول بائیبل یہ بھی گھبراہٹ تھی کہ درخت علم کے بعد اب کہیں درخت زندگی پر آدم ہاتھ چلا کر کہیں حیات ابدی نہ حاصل کر لے۔ اسلیئے خداوند خدا نے آدم کو باغ سے نکالکر اُسے اس زمین کی کسانی کرنے کے لیئے بھیجدیا جہاں سے وہ نکالا تھا۔ یہ خدائی فیصلہ تھا اور قطعی تھا۔ وہ دن چنداں عورت کے ساتھ مراعات کرنے کے دن نہ تھے اور شاید آدم کو دیکھنے والا بھی کوئی نہ تھا اس لیئے آدم کو اپنے بچاؤ کے لیئے عورت پر الزام دینے میں ذرا بھی وغدغہ پیدا نہ ہوا اور یہ تو شاید اس میں ایک فطرت ہے جو ورثہ میں شاید بہت سے ابن آدم کو ملی ہوئی ہے۔ آدم نے اپنی بریت میں خدا کو کہا جس عورت کو آپ نے میرے ساتھ رہنے کو دیا ہے۔ اس نے یہ درخت مجھے کھانے کو دیا ہے۔ بہر حال یہ عذر پذیرا نہوا اور اچھا ہوا کہ قبول نہ ہوا کیونکہ کسی مرد کا کیا حق ہے کہ وہ ایک عورت کو نقصان دے کر اپنی غیرت کو حاصل کرے۔ آدم کو ابدی ہلاکت کی سزا ملی۔ کیا انقلاب ہے وہ خوش و خورم تھا۔ اب زندگی کے تمام دنوں کے لیئے غم والم میں ڈالا گیا۔ وہی جو کل کائنات کا بادشاہ تھا۔ وہ ایک ذرہ ذرہ کا محتاج ہو گیا +

اس مصیبت کی ذمہ دار عورت تھی۔

جس کے لیئے خداوند نے زمین سے ہر ایک درخت آنکھ کو لبھانے والا اور ذائقہ میں اچھا پیدا کیا۔ اُس کے لیئے اب زمین لعنتی ہو گئی اور کانٹوں کے سوا اور کچھ پیدا نہ کر سکتی تھی۔ کیسا سر کے بل آدم گرا اور کیا تقدیر نے پیچ مارا اور یہ سب کچھ

بقول کتاب پیدائش صرف عورت کے طفیل ہؤا تو پھر آپ خود ہی خیال کرلیں کہ آدم کے بچّے کو عورت ذات کیا اچھی معلوم ہونے لگی جس ذات شریف کے حالات یہ سبق یہ ہوں وہ آدم کے بیٹوں سے کسی مراعات۔ نیک سلوک یا برابری کی امید کیسے رکھ سکتی ہے*

عورت کی ذلّت کی ذمّہ وار کتاب پیدائش

لیڈی صاحبان اور جنٹلمین مجھے آپ معاف فرماویں اگر میں نے ان واقعات کے بیان کرنے میں آپ کا وقت لیا ہے۔ جو بائیبل کے ابتدائی صفحات میں آپ خود بھی لفظاً لفظاً پڑھ سکتے تھے ۔ اس کی ایک وجہ تھی۔ میری ناقص رائے میں جو کچھ آج تک مردوں نے بُرا بھلا عورت کے متعلّق کہا یا لکھا ہے اس کی ذمّہ دار کتاب پیدائش ہے۔ شریف خواتین کیا آپ مرد کے بچّے کو معاف نہ کردینگی جب اُس نے اسرائیلی خاندان میں رہ کر یہی کچھ عورت کے متعلّق پڑھا اور اس لیئے اگر یہ سمجھ کر اُس نے آپ کے حقوق کی طرف بے التفاتی کی یا وُہ اپنے عامہ سلوک میں آپ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہ کرسکا۔ مثلاً شادی کے معاملہ میں ہی۔ اور شادی پر تو ساری زندگی کا رنج وراحت حصر رکھتا ہے اور تمام آئیندہ کی زندگی اس سے وابستہ ہیں۔ ایسے اہم معاملہ میں مرد نے اسرائیل کے گھرانے میں آپ کو کوئی رائے دینے کا حق نہیں دیا۔ اُس کے نزدیک عورت کیا ہے گھر میں کوئی چیز یا گھر کا کوئی برتن۔ اگرچہ نہایت ہی خوبصورت یا گھر کی

زیب وزینت۔ لیکن ایک بیجان چیز۔ جس کو جہاں چاہا رکھ دیا۔ اور چیزوں کی طرح عورت بھی ترکہ کی ایک چیز تھی اور پھر بھی وارث متوفی کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ اُسے قبول کرے یا پھینک دے۔ جیسے کہ کتاب دوسہرومتی باب ۲۵- آیت ۵ میں لکھا ہے۔ اگر دو اکٹھے رہتے ہوں اور ایک اُن میں سے بے اولاد مرجاوے اور پھر متوفی کی عورت کا حق نہیں کہ گھر سے باہر کسی اور سے نکاح کرلے بلکہ وہ متوفی کے دوسرے بھائی کی عورت ہوگی۔ جب تک وہ باکرہ رہی یہودیوں میں وہ اپنے باپ کی جائیداد تھی۔ کبھی وہ عوض معاوضہ کے طور پر دیدیجاتی تھی۔ کبھی خاندانی تنازعات کے مٹانے میں کام آتی تھی۔ اور کبھی دشمن کو دام میں لانے کا ایک اچھا آلہ تھی۔ سال کو داؤد سے نفرت تھی اور سال اُسے اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ بالمقابل میکال دختر سال کو اُس خدا کے پہلو ٹھے بیٹے سے محبت تھی۔ سال نے اپنی لڑکی کو جس خیال سے اپنے جانی دشمن کو دیا وہ اس کے فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ میں یہ لڑکی اُس کو دیتا ہوں یہ اُسے دام میں تو لادے گی۔ (پہلا صموئیل باب ۱۸ آیت ۲۱) +

خانگی فرائض سے عورت کی کیا مجال تھی کہ وہ عامہ امور زندگی میں مرد کا ہاتھ بٹاوے۔ گھر سے باہر اس کا کام ہی کیا تھا۔ اور اگر وہ معمولی فرائض کی حدود سے باہر جاکر کام کرتی۔ خواہ وہ فطرت اور وقت دونوں کے سخت تقاضے سے ہی کیوں نہ ہو اُس کو سخت سے سخت سزا ملتی۔ جب دو آدمی آپس میں لڑیں اور ایک عورت

جاکر اپنے خاوند کو اُس کے ہاتھ سے چھڑانے لگے جو اُسے مارنے لگا ہے۔ اور پوشیدگی سے اپنا ہاتھ ڈال کر خاوند کو بچالے تو ایسی عورت کے لیئے مذہب کا قانون یہودیت میں ایسا حکم تھا۔ "تو اس عورت کے ہاتھ کاٹ ڈال اور چاہیئے کہ تیری آنکھ اُس پر رحم نہ کرے"

شریف خواتین یہ ہے تو غلطی۔ لیکن مردوں نے عورت کو ہمیشہ ناقص الفہم اور عامہ عقل سے خارج ہی سمجھا ہے۔ اور اس عامہ امر میں اسرائیل کے خاندان کہ کوئی خاص استثناء نہیں کرنی تھی۔ ہاں عورتوں پر یہ الزام بھی دیا گیا ہے کہ عورت ذات بڑی متلوّن ہوتی ہے۔ یہ مرد کا محاکمہ تو بالضرور کسی قدر زبردست اور تحکم کا ہی فیصلہ ہے۔ لیکن آپ کو اس سے نقصان بہت پہنچا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عورت کے الفاظ پر مرد پورا اعتبار نہیں کرتے اور نہ خاص توجہ سے اُن پر غور کرتے ہیں۔ آجکل بھی جو علم وفضل اور روشنی کا زمانہ ہے اور عورت نے عملاً اسی محاکمہ کا بطلان بھی کر دیا ہے لیکن میرے علم میں تو مشکل سے کوئی زبان ایسی ہوگی جس میں ایسی ضرب الامثال نہ ہوں کہ جن میں عورت کی بات پر عدم اعتبار کا اشارہ نہ ہو تو ایسی صورت میں مجھے چنداں حیرت بخش یہ امر نظر نہیں آتا۔ اگر آج سے ساڑھے تین ہزار برس پہلے یہودی بھی عورت کے لفظیا اُس کے قول وقرار کو چنداں وزنی نہ سمجھتے تھے۔ اور نہ اُسکے حلف یا اقرار پر حصر کرتے تھے۔ جب تک اُس کے الفاظ کی تائید اُسکا خاوند یا

باپ جیسی صورت ہو نکردے۔ اور تو اور اگر خداوند کے حضور بھی کوئی قول و قرار وہ کردیتی تو یہ بھی بے اثر ہی سمجھے جاتے اور یہ تو اس کی خوش قسمتی تھی کہ یہوواہ بھی عورت کے معاملہ میں نرم سلوک کر کے اُسے معاف کردیتا تھا (گنتی باب ۳۰ آیت ۳)

قانون وراثت

بہت سے ایسے قوانین کے مقابل جو اس وقت اور اقوام میں رائج ہیں۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اب بھی نام کی مہذب اقوام میں رائج ہیں۔ اسرائیلی قانون وراثت نے زیادہ تر عورت کی رعایت کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نرینہ اولاد کے ہوتے ہوئے وہ باپ کے ترکہ کی وارث سمجھی جاتی تھی۔ لیکن جب ذیلنوحد بسر حفر مرگیا اور اُس کے یہاں کوئی بیٹا نہیں تھا۔ ہاں اُس کے بھائی تھے۔ اُن کے مقابل اُس کی لڑکیوں نے دعوے ورثہ کیا۔ جناب موسیٰ خداوند کے حضور حاضر ہوئے اور یہ تنازعہ پیش کیا۔ اس پر یہوواہ (خداوند) نے بالفاظ ذیل فیصلہ دیا:۔

"اسرائیل کے بیٹوں کو کہدے کہ جب کوئی آدمی مرے اور اُس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اُس کی جائیداد اُس کی لڑکیوں تک پہنچادے" (گنتی باب ۲۷ آیت ۸و۹)

عورت اور ناپاکی۔

اب ایک اور اہم امر بھی ہے۔ جس پر بہت کچھ اختلاف رائے ہوا ہے۔ شریف خواتین! کیا آپ مجھے اجازت دینگی۔ اگر آپ مجھے اجازت دیتی ہیں تو میں

آپ کو اطلاع دوں کہ یہ مرد کا بچہ جو چالاکی سے آپ کو نہایت ہی پیارے
الفاظ سے پکارتا ہے کبھی آپ کی جنس کو خوبصورت اور اچھی جنس کبھی اپنے
سے بہتر اور اپنا بہتر نصف حصّہ کا لقب آپ کو دیتا ہے۔ یہ ذاتِ شریف
تو ہمیشہ سے آپ کے ساتھ منافقانہ چال ہی چلتا رہا بعض وقت جذبات کے
ماتحت۔ اور وہ بھی تمہاری صحبت میں اپنی ہی عیش و مسرّت کو بڑھانے کے لئے
اُس کی زبان پر بے اندازہ شیریں اور دلربا الفاظ کا خزانہ ہوتا ہے۔ جیسے
یہ وصبدم آپ کو یاد کرتا ہے۔ محبّت۔ پیار۔ مراعات اس کی ہر نقل و حرکت
کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن ذرا وقت کا جادو دُور ہؤا اور یہ الگ پھر یہ پتھر
سا سخت اور لوہے جیسا سرد ہو جاتا ہے۔ یہ جتنے بڑے بڑے مذہب قریب
قریب لیئے پھرتا ہے۔ ان سب نے شریف خواتین! آپ کی ذلّت میں کمی نہیں
کی۔ تمام مقدّس امور میں مجھے تو یہ کہتے ہوئے حجاب سا معلوم ہوتا ہے۔ آپ
مجھے معاف فرماویں اگر میں کہوں کہ مرد نے تمام مذہبی اور مقدّس امور میں آپ کو
پلید اور ناپاک خیال کر لیا ہے۔ ایّام ماسبق میں جاپانیوں نے کبھی اجازت
نہیں دی کہ عورت مذہبی عبادت میں کوئی حصّہ لے چین میں پہلے عورت کو
مندر میں جانے کی اجازت نہ تھی۔ ہندوستان کی سُن لو بعض شاستروں
کی رُو سے عورت کا کوئی کام نہیں تھا کہ مقدّس کتاب کو ہاتھ بھی لگا دے
اور عورت کو چھُوت کی طرح ناپاک سمجھا گیا تھا۔ یہاں تک کہ عورت اگر مُنہ کو

ہاتھ لگا دے۔ تو بت کی خدائی اس میں سے نکل جاتی تھی۔ مورت ناپاک ہو جاتی تھی اور اُسے پھینکنا پڑتا تھا۔ ایسا ہی جب تاریخ باب ۱۳ میں ہم دیکھتے ہیں کہ سلیمان نے دختر فرعون کے لیئے الگ گھر بنایا اور اُسے داؤد کے شہر میں نہ رہنے دیا اور یہ کہا کہ میری عورت اسرائیل کے بادشاہ داؤد کے شہر میں نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ یہ جگہ مقدّس ہے۔ جہاں خداوند کی کشتی موجود ہی اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ کہ یہودی عورت کو ناپاک سمجھتے تھے۔ لیکن میں اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ مجھے بائیبل میں بعض ایسی عورتیں نظر آتی ہیں جو خدا کے کلام سے مشرّف ہوئیں۔ مثلاً موسےٰ اور عیسےٰ دونوں کی مائیں۔ علاوہ ازیں ایک اور بانجھ عورت کو خدا کے فرشتہ نے صاحب فرزند ہونے کی خوشخبری دی۔ اب جس قوم میں عورت کو اس طرح ربّانی فضل کا مورد سمجھا جاوے۔ وہاں عورت ناپاک اور پلید نہیں سمجھی جاتی۔ رہا جناب سلیمان کا معاملہ۔ یہ بالکل صاف ہے۔ اگر انھوں نے دختر فرعون کو مقدّس جگہ میں رہنے کی اجازت نہ دی۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وُہ اسرائیل کے خاندان سے نہ تھی۔ وُہ غیر مختون قبیلہ سے تھی۔ اور یعقوبؑ کا خاندان یعنے جہودی غیر قوم کو اپنے مذہب یا مذہبی امور میں دخل نہیں دیتے تھے۔

عیسائیت میں عورت کی حیثیت

یہ واقعی افسوسناک امر ہے۔ کہ جناب مسیحؑ کے ایّام بہت ہی تھوڑے تھے

اُن کو موقعہ ہی نہ ملا کہ وہ عورت کی حیثیت کو جو اُس مذہب یہودی میں حاصل تھی۔ کچھ بہتر بناتے۔ اگرچہ جہاں تک اُن کا ذاتی برتاؤ عورتوں سے تھا۔ وُہ عورتوں کے حق میں نہایت خیر و خوبی سے وابستہ تھا۔ علاوہ ازیں جیسے کہ اُنھوں نے خود پہاڑی خطبہ میں کہا ہے۔ کہ میں شریعت اور انبیاء کو منسُوخ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اُن کی تعمیل کرنے آیا ہوں۔ اس لیئے اُن کے واسطے مجبُوری تھی۔ ان الفاظ کے بعد جناب مسیحؑ نہ تو قانون میں کوئی اضافہ کر سکتے تھے نہ اُسے کم کر سکتے تھے۔ ہاں پولوس نے اگرچہ ہمیں تمام قوانین و شرائع سے آزاد کر رکھا ہے۔ لیکن اُس کے سارے مذہب کا مظہر اُسکا یہ قول ہے:۔

"عورت کے ذریعہ ہی گناہ دُنیا میں آیا۔ اور عورت کے طفیل ہی ہمکو موت دیکھنی پڑی"۔

اب پولوس کے متبعین جو محض عورت کے طفیل نہ صرف بہشت کھو بیٹھے بلکہ دائمی سزا کے بھی بوجھ تلے آ گئے۔ یہ تو پھر قابل معافی ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ سلوک کرنے میں متبعین پولوس مراعات سے کام نہیں لیتے۔ اور اُسکو بُرے ناموں سے یاد کرتے رہے۔ اور بات بھی درست ہے۔ اس قدر بھاری نقصان عورت کے ذریعہ اور پھر وہ غضبناک نہ ہو۔ جب پولوس نے یہ فتوے دیا۔ کہ آدم خود نہیں بلکہ عورت کے فریب میں مرتکب گناہ ہوئے۔ تو پھر

پولوس کے یہ مقدس الفاظ لیوں کلیسا کے گنبد سے وقتاً فوقتاً نہ گونجتے رہیں۔ اور عورت کی ذات کو آئے دن یہ مقدس اور دلکش الفاظی سے بابرکت نہ کیا جاوے۔ ان مقدس حضرات نے اپنی بہنوں یعنی عورتوں کے لیئے ایک بڑا بھاری ترکہ پاک الفاظ کا چھوڑا ہے۔ جس کی فہرست بہت ہی لمبی ہے۔ ہاں میں اُن میں سے چند الفاظ یہاں کھدیتا ہوں۔ جن میں مقدس برنارڈ۔ مقدس انٹانی۔ مقدس بونا ونچر۔ مقدس جیروم۔ مقدس گیریگری اعظم اور مقدس سی پین نے عورت کو ملقب کیا ہے :۔

"شیطان کا آلہ شیطان کے ہتھیاروں کی جڑ۔ بچھو جو کاٹنے کے لیئے ہر وقت تیار ہے۔ شیطان کا دروازہ اور گناہ و عصیان کی سڑک زنبور کا زہر۔ وہ آلہ جو ہماری رُوحوں پر قبضہ کرنیکے لیئے شیطان استعمال کرتا ہے"

مقدس طرطولین تو عورت سے اس قدر برافروختہ ہے۔ کہ وہ ایک مقام پر کہتا ہے :۔

"عورتو! تم نہیں جانتیں۔ کہ تم میں سے ہر ایک حوّا ہے۔ خدا کا فتوےٰ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی تم میں موجود۔ تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہوگا تم تو شیطان کا دروازہ ہو۔ تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا"

اسلام نے کیا حیثیت عورت کو دی

کس قدر قابلِ افسوس کس قدر قابلِ تاسف یہ امر ہے۔ کہ عورت جو مرد

کی محبوب ترین رفیق ہے۔ عورت جو مرد کا پیارا مشغلہ ہے۔ عورت جو ہر
قسم کے عمدہ مفید اور صحیح تاثرات سے اثر یاب ہو سکتی ہے۔ عورت جو محبت
شفقت کا سرچشمہ ہے۔ عورت جس کی محبت و شفقت میں خورد سال دنیا
کی ہدایت اور ترتیب و تعلیم کے اسباب وابستہ ہیں۔ وہی عورت جسکے
محبت بھرے زانو پر لیٹ کر بیٹے سب سے اوّل اپنے خالق و مالک کا نام
سیکھا۔ وہ عورت جس نے اپنی آغوشِ محبت میں مجھے کلمۂ طیب لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ سکھلایا جو میرا اسلام کی جڑ ہے۔ آہ عورت
جو دستِ قدرت کی ایک مکمل اور خوبصورت سے خوبصورت صناعی
ہے جس کا بے لوث اور وفا کیش دل کے ساتھ محبت آمیز نگاہ سے
اپنے خاوند کے ساتھ پیار کرنا۔ مرد کو خزانۂ مسرت کا مالک بنا کر دلوں
پر ہمیشہ کے لئے مُہر یگانگت لگا دیتا ہے۔

عورت جس کو قرآن نے محصنات کہہ کر مرد کے لئے ایک حصن حصین
طیار کیا۔ جو لشکر گناہ کے مقابل ایک مضبوط قلعہ ہے۔ عورت جو مرد
کے لئے تقوےٰ اور پرہیزگاری کا لائٹ ہاؤس یعنی منارِ روشنی ایسے وقت
ہو جاتی ہے۔ جب اُس کا جہاز شہوانی جذبات کی طغیانی سے ٹکراتا ہوا
تباہی کو پہنچنے لگتا ہے۔ اور ایک لفظ میں عورت جو بے لوث محبت کے
ذریعہ بھوت یعنی مرد کو فرشتہ بنا دیتی ہے آہ عورت۔ بدقسمت خود مرد

تجھے بدعقیدوں غلط عقیدوں کے باعث بدترین رنگوں اور سیاہ ترین نقشوں میں دنیا پر ظاہر کیا۔

یہ جو میں نے عورت کی اصل حقیقت ظاہر کی ہے۔ کیا شاعرانہ ترنگ میں میں کچھ کا کچھ بیان کر گیا ہوں۔ نہیں معزز خواتین! نہیں جو کچھ میں نے کہا ہے میرا ایمان ہی ایسا ہے اور میرا ایمان کیا مجھے لارڈ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ کہ میں ایسا ایمان رکھوں۔ اور یاد رہے کہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بہتر عورت کا مددگار۔ عورت کے حقوق کا قائم کرنے والا۔ عورت کے حقوق کا محافظ تمھیں دنیا میں نہ ملے گا۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے مجھے مادرِ مشفق کی عزت کرنے کے لیئے یہ سکھلایا:۔

"تیرا بہشت تیری ماں کے قدموں تلے ہے"

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جس نے مجھے عورت سے حسنِ سلوک کے لیئے حکم دیا اور فرمایا:۔

"میرے متبعین میں بس بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر سے بہتر اور مہربان سے مہربان ہیں"

محمد صلے اللہ علیہ وسلم جس نے مجھے تعلیم کے لیئے فرمایا۔ کہ:۔

"علم کا حاصل کرنا عورت مرد دونوں کا یکساں فرض ہے"

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کی وہ عزت و توقیر کی۔ کہ اور کوئی کیا کریگا

چنانچہ انہوں نے فرمایا :

" دنیا میں خوشی اور مسرت کے تو بہت سے سامان ہیں ۔ لیکن سب خوشیوں کا بڑا خزانہ ایک عفیف اور پارسا بیوی ہے "

ہبوط آدم پر قرآن کریم کی رائے

اسلام جب دُنیا میں آیا تو اُس نے یہودیت اور عیسائیت میں عورت کو اس حیثیت سے پایا ۔ جو میں نے ذکر کیا ہے ۔ شریف خواتین اور صاحبان ! مجھے آپ یہ کہنے کی اجازت دیں کہ ایام وسطی کے مقدس پادریوں نے جو کچھ بھی فتوائے عورت پر دیا جو میں نے یہاں ذکر کیا ہے ۔ وہ بالکل اس اصول اور عقیدے کے ماتحت اور مطابق تھا جس پر پولوس نے مسیحیت کی بُنیاد رکھی ۔ جو کچھ ہم کتاب پیدائش ہبوط آدم کے متعلق پڑھتے ہیں اُس کا لازمی اور منطقی نتیجہ بھی یہی ہونا چاہیئے جو کلیسا کے مقدس پادریوں نے عورت کے متعلق کہا ۔ اس لیئے قرآن کریم کا جو میرے نزدیک ہرگز تہذیب و شائستگی کی ایک مکمل کتاب نہ ہوتی ۔ جب تک عورتوں کو ان کی گم شدہ حیثیت و عزت واپس نہ دلائے ۔ یہ پہلا فرض تھا ۔ کہ وہ القصہ آدمؑ کے متعلق اس امر کا بھی فیصلہ کر دے کہ اس معاملہ میں گناہ کس کا تھا ۔ آدم کا یا حوّا کا بس قرآن میں جو میں نے دیکھا ہے وہ وہ نہیں ۔ جو پولوس نے کہا ہے کہ " آدم نہیں بلکہ حوّا نے فریب میں آ کر گناہ کیا " ۔ بلکہ قرآن نے فرمایا ۔

وقلنا یا ادم اسکن انت و زوجك الجنة وکلا منہا رغدًا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما مما کان فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض۔ الخ (سورہ بقرہ آیت ۳۱/۳۴)

ترجمہ۔ ہم نے آدم کو کہا۔ تم اور تمہاری بیوی اس باغ میں رہو۔ جو چاہو اس میں سے کھاؤ۔ لیکن ہاں اس درخت (درخت علم نہیں بلکہ شجر نفاق و فساد) کے نزدیک تک بھی نہ ہونا قرآن میں لفظ شجر کا استعمال ہوا ہے۔ شجر کے لغوی معنے دو ہیں۔ شجر بمعنی درخت۔ شجر بمعنی فساد۔ لڑائی۔ جھگڑا۔ تنازعہ۔ مشاجرہ) ورنہ ظالم ٹھہرائے جاؤگے۔ شیطان نے انھیں پھسلایا۔ اور وہ جہاں تھے وہاں سے انھیں نکلنا پڑا۔

کیا بدیہی حقیقت و صداقت ہے۔ جو ہر روز ہمارے تجربہ میں آتی ہے۔ ہر ایک عورت خاوند اپنے گھر میں۔ آدم و حوّا کی طرح عدن میں ہے جب تک محبت۔ پیار اتفاق۔ یکجہتی رہی گھر بہشت جس دن فساد و نفاق کے درخت کا پھل کھایا۔ بالفاظ قرآن اسی دم اُس بہشت سے نکالے گئے۔

آدم اور حوّا نافرمانبرداری میں یکساں ذمّہ وار ہیں

لیکن میں نے جو یہ آیت پڑھی تو میری غرض یہ تھی۔ کہ میں آیت کے ایک مختصر لیکن معنی خیز ٹکڑے کی طرف آپ کو متوجّہ کروں فازلھما الشیطٰن۔ شیطان نے

ان دونوں آدم حوّا کو پھسلایا۔ پس اس ایک فقرہ سے تمام معاملہ صاف ہوجاتا ہے اور معاملہ معصیت میں آدم و حوا یکساں ذمہ وار ہوجاتے ہیں۔ سینٹ پال کی طرح قرآن یہ نہیں کہتا۔ کہ آدم نہیں بلکہ عورت نے فریب میں آکر گناہ کیا۔ بلکہ مرد عورت دونوں اکٹھے ایک ہی فریب میں آئے۔ یہ نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک پھسلانے والا تھا۔ اور دوسرا پھسلایا گیا تھا۔ بلکہ آن واحد میں دونوں فریب میں آئے۔ اگر قابل الزام ہیں۔ تو دونوں۔ اگر قابل معافی ہیں تو دونوں۔ اور میری رائے میں تو کل الزام مرد کے ذمہ آنا چاہیئے۔ کیونکہ آج بھی اور ہمیشہ سے مرد کہتا آیا ہے کہ عورت ناقص العقل اور اخلاقاً زیادہ کمزور ہے مجھے تو ہمیشہ اُس آدم سے جسکا ذکر بائیبل میں ہے۔ قرآن کا آدم زیادہ شریف اور عورت سے زیادہ مراعات کرنے والا نظر آتا ہے۔ اور حق پوچھو تو مجھے تو ایسے کی اولاد بنتے ہوئے بھی کچھ شرم سی معلوم ہوتی ہے۔ جس کو اپنے بچانے کے لیئے ایک عورت ذات پر الزام دیتے ہوئے تامل نہیں ہوُا۔ لیکن خدا کے آخری کلام سے میری تسکین ہوگئی۔ جہاں آدم نے گستاخانہ طور سے باستفسار خداوند یہ نہیں کہا۔

"جو عورت تو نے مجھے میرے ساتھ رہنے کو دی۔ اُس نے یہ درخت مجھے دیا اور میں کھاگیا"

اوفوہ۔ کیسا شجاع۔ کیسا شریف۔ کیسا عورت کے ساتھ مراعات کا پابند اور پھر ساتھ ہی مؤدب و تائب قرآن کا آدم نظر آتا ہے جب کہتا ہے۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ○

ترجمہ۔ اے ہمارے رب ہم نے (عورت نے نہیں) اپنے نفس پہ آپ ظلم کیا۔ اگر تو معاف نہ کرے۔ اور رحم نہ کرے۔ تو پھر ہمارا ٹھکانہ کہاں۔ ہم تو نقصان میں رہیں گے۔

اب مرد عورت میں کوئی مقابلہ حیثیت گمراہ کردہ گمراہ کنندگی کی نہیں رہتی جیسے ابھی میں نے کہا ہے۔ دونوں ایک ہی قدم پر ہیں۔ اس طرح یکسانیت دونوں میں آگئی اور مغرور مرد کا بچہ خود اپنے بڑے باپ کے اقبال کی وجہ سے تمام لاف زدہ معصومیت اور مدعیانہ نیکی سے خالی ہو گیا ❖

اسلام میں عورت کی حیثیت

لیکن عورت کو اردل حیثیت سے جہاں وہ زمانہ قدیم سے پہنچی ہوئی تھی اسی کی اصلی حیثیت و عزت کے مقام تک لانے میں اسلام کو نہایت ہی جان توڑ کوشش کرنی پڑی۔ اگرچہ کوئی بھی قوم نسل انسانی میں ایسی نظر نہیں آتی جس نے عورت سے حسن سلوک کیا ہو۔ لیکن جس ذلت تک عورت کو اسلام سے پہلے عربوں نے پہنچا رکھا تھا۔ وہ بیان کرنے کی بہ نسبت تخیل میں زیادہ آسکتی ہے عربوں کی فطرت میں یہ تھا۔ کہ عورت ایک ادنے سے ادنے چیز تھی۔ رومیوں کی طرح وہ گھر میں ایک جائیداد کا حصہ تھا۔ کسی معاملہ میں اس کی رائے کسی وزن کے قابل

نہ تھی۔ بیوہ دیگر ترکہ کی طرح لڑکے کو پہنچتی تھی۔ ہاں جس کے بطن سے بچہ پیدا ہُوا ہو اُس ماں کے متعلق استثنا تھا۔ زوجہ کے ساتھ خاوند کا سلوک بعض وقت نہایت ہی وحشیانہ تھا۔ ولی ہمیشہ معصوم نابالغوں کے ناموس و عزت پر حملہ کرتے اور اُن کی جائیداد کو کھا جانا ایک معمولی بات تھی۔ زندہ لڑکیوں کو زمین میں گاڑ دینا ایک معمولی امر تھا +

افسوس میرے پاس اس قدر وقت نہیں کہ میں اُس ذلت کا نقشہ آپ کے سامنے کھینچ دوں۔ جہاں تک عرب میں عورت پہنچی ہوئی تھی۔ بہتر یہ ہوگا کہ میں اُن آیات قرآنی کا ترجمہ پڑھ دوں جو ان کی اصلاح کے لیئے نازل ہوئیں۔ اس سے اندازہ اُن عیوب کا لگ جائے گا جن کی اصلاح نظر رکھے خداوند تعالےٰ کہتا ہے:۔

"اُن عورتوں سے شادی نہ کرو جن کو تمہارے باپ اپنے بیاہ میں لا چکے ہیں۔ یہ امر نہایت ہی شرمناک نفرت انگیز اور بُرا ہے۔ تم پر تمہاری مائیں۔ لڑکیاں بہنیں تمہاری خالائیں اور پھوپھیاں۔ تمہارے بھائی کی لڑکیاں تمہاری بہن کی لڑکیاں۔ تمہاری دُودھ پلانے والی مائیں تمہاری دُودھ شریک بہنیں۔ تمہاری خوش دامنیں تمہاری بہوویں یہ سب تم پر حرام کر دی گئیں۔ اپنے بچوں کو قتل مت کرو۔ اور جب لڑکی زندہ جلائی گئی اس کے متعلق پوچھا جاوے گا۔ کہ کس جرم میں وہ قتل کی گئی یتیموں کو انکا

مال ویدو اور اپنے مال میں اُن کا مال ملا کر خراب مت کرو۔"

اسلام سے پہلے جس ارذل حالت تک عورت پہنچ چکی تھی۔ وہاں سے اس کو اُبھارنے اور اصلی مقام پر لانے کے لیئے خدا کی کتاب نے ایک خاص صورت اس کے لیئے الگ کر دی اور عورت کی عزت بڑھانے کے لیئے اس صورت کو اس کے نام سے موسوم کیا۔ چنانچہ قرآن کریم کی چوتھی صورت کا نام نسا (عورت) ہے۔ اس سورۂ شریف کی پہلی ہی آیت گویا ان تمام اصلاحوں کی کلید ہے جو قرآن معاملہ نسوان میں کرنا چاہتا تھا۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منہا زوجہا و بث منہما رجالاً کثیرا و نساء۔ و اتقوا اللہ الذی تسائلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ اے مردو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور جس نے تم میں سے عورت پیدا کی۔ پھر ان سے بہت سے مرد اور عورتیں دُنیا میں پھیل گئیں اور جس خدا کے نام پر فضل طلب کرتے ہو۔ اُس سے ڈرو اور رحمی رشتوں کی عزت کرو۔ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہ آیت عورت کے ساتھ نیک اور اعلےٰ سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔ عورت مرد کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ ایک ہی جوہر ہیں۔ ایک ہی چیز سے نکلے ہیں۔ اور اس لیئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ عورت کو کمزور اور نحیف الجسم پا کر مرد کا حق

نہیں کہ اس کی حیثیت کم کر دے یا اُس کے حقوق کی پرواہ نہ کرے۔ یہ حکم اپنے معانی اور اطلاق میں بہت ہی وسیع ہے۔ آدمی کی کوئی بھی حیثیت ہو وہ بادشاہِ وقت ہو یا ذلیل انسان ہو۔ بالمقابل اس کے کسی رشتہ کی عورت کی بھی کوئی حیثیت ہو۔ خواہ بیوی ہو۔ بہن ہو ماں ہو۔ لڑکی ہو کسی اور رحمی رشتہ میں ہو اُس کا فرض ہے کہ اُس کی عزت کریں۔ اسلام تو گوارا ہی نہیں کرتا کہ عورت کے حقوق کا اتلاف کسی نہج پر ہو۔

و عاشروھن بالمعروف۔ ایک اور حکم خداوندی ہے جس میں ہم کو کہا گیا ہے کہ بیویوں کے ساتھ نہایت ہی محبت اور نرمی اور مراعات سے سلوک کرو۔ ولھن مثل الذی علیھن ایک اور آیت ہے جو حقوق کی برابری کی تعلیم دیتی ہے اور جس کی منشاء یہ ہے کہ اگر تمہارے کوئی حقوق عورتوں پر ہیں تو اُن کے بھی ایسے ہی حقوق تم پر ہیں۔

اس امر کو مبرہن کرنے کے لیئے کہ عورت و مرد دونوں کا وجود یکساں ایک دوسرے کے رنج و راحت کے لیئے لازمی اور ضروری ہے۔ خدا کی کتاب نے ایک اور آیت فرمائی ہے جس میں اس صداقت کو کھولنے کے لیئے ایک ایسی لطیف اور پر معنی مثال استعمال کی ہے کہ جو اپنی خوبصورتی میں بے عدیل ہے۔

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم اُن کے لباس ہو۔ کیا لطیف اور منطبق اور خوبصورت استعارہ ہے لباس

ہی ہے۔ جو ہماری برہنگی اعضا کی کجی اور اُن تمام جسمانی عیوب پر پردہ ڈال دیتا ہے جن کو ہم دوسروں کی نگاہ سے چھپانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح عورت مرد کے لیئے اور مرد عورت کے لیئے عفّت وعصمت کے قائم رکھنے میں تمام عیوب پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ ہمارا لباس ہمارے جسم کی راحت کا باعث ہے۔ اسیطرح عورت مرد کے لیئے اور مرد عورت کے لیئے باعث راحت و اطمینان ہے۔ لباس سے ہی زینت جسم کی خوبصورتی اور جسم کی شان بڑھ جاتی ہے۔ سو عورت مرد کی اور مرد عورت کی زینت و آرائش ہے۔ قرآن نے اس امر پہ زور دینے کے لیئے کہ خانگی زندگی کا حصر محبّت پیار شفقت ۔ ملاطفت پہ ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ مرد حکمران ہو اور عورت ہر طرح خادمہ اور لونڈی رہے۔ ذیل کی آیت فرمائی ہے :-

ومن ایٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ (ترجمہ) اور خداوند کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اُس نے عورتوں کو تم میں بنایا ہے۔ تاکہ تم اُن سے راحت اور تسکین پاؤ۔ اور اسی لیئے تم میں آپس میں محبّت اور شفقت پیدا کر دی ہے۔

یہ ہے وہ بلند مقام جو اسلام نے بیوی کے لیئے تجویز کیا ہے اور مجھے تو اسلام سے باہر کہیں بھی یہ امر نظر نہیں آیا۔ جہاں مرد عورت کا بالمقابل رشتہ محبّت شفقت اور یکسانی پہ رکھا گیا ہو ✠

ہاں قرآن میں ایک آیت ہے جس پر ناسمجھی سے جاہلانہ اعتراض وارد کئے گئے ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں اُس آیت کا ذکر کروں آپ مجھے اجازت دیں۔ اگر میں تمہیداً کچھ عرض کروں۔ معاملات توالد وتناسل میں عورت و مرد کا بالمقابل ایک ایک حصّہ ہے۔ فطرت نے جو امور عورت سے والبتہ کر دیئے ہیں اُس سے عورت بعض وقت اور بعض حصص عمر میں معمولی فرائض روزانہ کی ادائیگی میں قاصر ہو جاتی ہے۔ دن بدن کمزور ہو جاتی ہے۔ اور طاقت جسمانی کو کھو تی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں میری ناقص رائے میں خوبصورتی جو عورت کا ہی حصّہ ہے اور پہلوانانہ طاقت دو متضاد چیزیں نظر آتی ہیں مسٹر سینڈو کو شائید ناز ہو گا کہ اُس کے حلقۂ شاگردی میں بعض جمیلہ خوانین بھی ہیں *

لیکن چہرہ کی شانِ دلربائی تناسب اعضاء کی لطافت شکل وشباہت کی نزاکت عامہ چال ڈھال کی نازآفرینی تو شائید انسانی زندگی کے سخت کرخت کاموں کے لیئے موزوں نہ تھی۔ اس کے لیئے تو لوہے کے پٹھے اور پتھر کے اعضا بکار تھے۔ یہ چیزیں مرد کے حصّہ میں آئیں۔ اس کو جسمانی طاقت بدرِ قدرت نے زیادہ بخشی اور اس جسمانی طاقت کی زیادتی سے اُسکا استقلال اُس کا تکڑاپن اور ایسا ہی مستعدی اور دیگر ایسے اخلاق۔ جو جسمانی طاقت کا لوازمہ ہیں اس میں پیدا ہو گئے۔ انھیں امور کی طرف

قرآن کریم نے اشارہ کیا جس پر ناسمجھوں نے اعتراض کیا +

الرّجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض

ہم نے مرد کو بعض ایسی خصوصیتوں کے باعث جو ہم نے بعض کو بعض پر دی ہیں عورت پر فضیلت دی ہے۔

لیکن یہ فضیلت مبادا دوسرے کی ترقی کی مانع ہو جاوے۔ خدا کی کتاب نے فرمایا ہے۔ سورہ نساء آیت ۳۶۔

(ترجمہ) وہ خوبی جو خدا نے ایک کو دوسرے پر دی اُس کے لیئے حریص مت بنو مرد عورت اپنے اعمال کے مقابل عوض پائیں گے۔ خدا سے فضل مانگو۔

اِس طرح ایک جنس کو دوسرے کے خصوصیات کے پیچھے پڑنا یا اُسکی آرزو کرنا ضروری نہیں۔ ہر ایک پر فضل کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر ایک کو اپنے کیئے کا عوض پانا ہے۔ مرد یا عورت۔ قرآن نے یکساں حقوق دونوں کو دیئے ہیں۔ اِس طرح قرآن ہی ایک کتاب ہے جس نے وہ حقوق عورت کو بخشے جو اُس سے پہلے کسی کتاب یا تصنیف میں ہمیں نظر نہیں آتے +

رُوحانی ترقی کا دروازہ عورت کے لئے کھُلا ہے

اسلامی تعلیم کی رُو سے مرد عورت دونوں کے لیئے لامحدُود ترقیات کا راستہ یکساں موجود ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ جو مذہب قریبًا ہر ایک بات

میں یکساں حقوق مرد و عورت کو دیتا ہے۔ اُس کے متعلق یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے کہ وہ عورت کے باروح ہونے سے انکار کرے۔ لیکن کیا تقدیر کا پھیر ہے کہ جو جو بہتان اسلام پر مغرب میں ان پادریوں نے باندھے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک عورت میں رُوح ہی نہیں تمام اسلامی علم ادب دیکھ لیا جاوے۔ مجھے تو ایک سطر تک وہاں نظر نہیں آئی جس کی منشاء یہ ہو۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اسلام کے آنے سے شاید چالیس پچاس برس پہلے یہ امر ضرور متنازعہ فیہ تھا۔ چنانچہ کونسل آف میکان میں ایک لاٹ پادری نے یہ امر پیش کیا۔ کہ عورت انسانوں میں بھی داخل ہے یا نہیں۔ بہت کچھ بحث ہوئی۔ بہت کچھ انجیل توریت کے حوالے بالمقابل دیئے گئے۔ آخر یہ تو بمشکل قرار دیا گیا۔ کہ عورت جماعت انسان میں داخل ہے لیکن بعض مقدس پادریوں نے بڑے زور سے یہ یادداشت لکھوا دی۔ کہ وُہ انسان تو ہو گی۔ لیکن اُس کا عورت ہونا صرف اس ارضی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ حشر کو تمام عورتیں جب اُٹھیں گی تو وہ عورت ہونگی اور نہ مرد

اسلام ان ہی باطل پرستیوں کی بیخ کنی کے لیئے دُنیا میں آیا۔ اس لیئے اُس نے جا بجا زور دیا۔ کہ عورت خاص اپنے ذاتی حقوق پر داخل بہشت ہو گی۔ چنانچہ مغرب میں یہ بھی ایک خیال ہے کہ عورت اسلام کے عقیدہ میں بہشت میں اگر داخل ہو گی تو خاوند کی سفارش پر ورنہ نہیں

سبحان اللہ۔ خدا کی کتاب نے اس کے پہلے ہی فرما دیا:۔

"تم اور تمہاری عورتیں داخل بہشت ہو جاؤ" پھر فرمایا

"جو نیک عمل کریگا۔ مرد ہو یا عورت اور مومن ہوگا۔ وُہ بہشت میں داخل ہوگا" پھر فرمایا۔

"جو نیک اعمال کریگا۔ وہ مرد ہو یا عورت ہم اُسے بہُت جلد خوشی اور پاکیزگی کی زندگی بخشیں گے"۔

ان سب کے علاوہ قرآن میں ایک اور آیت بہت ہی صاف ہے۔ جس میں عورت مرد کی اخلاقی روحانی ترقیات کا یکساں ذکر ہے وہ آیت یہ ہے:۔

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرات والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیراً وّالذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجراً عظیماً ہ

ترجمہ۔ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور قرآن پڑھنے والے اور قرآن پڑھنے والی اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والی اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والی اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والی اور خیرات دینے

والے اور خیرات دینے والی اور نگہبانی کرنے والے اپنی شرمگاہ کے اور نگہبانی کرنے والی۔ اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والی۔ تیار کیا ہے اللہ نے واسطے اُن کے بخشش اور ثواب بڑا۔

ان آیات پر غور کرو۔ اور آپ پر ظاہر ہوگا۔ کہ ایک ہی زبان اور ایک ہی الفاظ میں کتابِ اسلام نے یکساں عورت اور مرد کے روحانی اور اخلاقی حالات کا ذکر کیا ہے مجھے تو ایسا خیال آتا ہے کہ یہ دشمنانِ اسلام در اصل نہ تو روح کی حقیقت سے واقف ہیں نہ ان کو یہ علم ہے۔ کہ کن باتوں سے روحانی ترقی کوئی کرسکتا ہے۔ والّا یہ ضرور اتنا تو سمجھتے۔ کہ جن امور پہ رُوحانی ترقی کا مدار ہے۔ وہ سب کے سب اس جگہ عورت کے متعلق بیان کردیئے گئے ہیں مسیحؑ کے نزدیک تو طاقتِ معجزات حاصل کرنے کے لیئے ایمان کے علاوہ صرف نماز اور روزہ کی ضرورت تھی۔ لیکن یہاں قرآن نے ان تین امور پر چند اور بھی اخلاقی اور روحانی اوصاف ایزاد کردیے گئے ہیں۔ مثلاً رضا و تسلیم۔ صداقت صبر تحمّل۔ انکساری۔ عفت۔ سخاوت۔ عجب تماشا ہے۔ کہ وہ مقدس مذہب جس نے عائیشہؓ۔ فاطمہؓ۔ رابعہؒ۔ لل دیدیؒ جیسی مقدس عورتیں پیدا کیں جنکا براہِ راست خدا سے تعلق تھا۔ اور جو خدا کے کلام سے مشرف ہوتی تھیں جیسے دانیال۔ یوشع یا یعقوب کے گھرانے کے دوسرے نبی۔ اس مذہب کی نسبت جاہلوں کا گمان یہ ہے کہ وہ عورت کی روح کا قائل نہیں +

مجھے ڈر ہے۔ کہ میرے پاس اس قدر وقت نہیں کہ میں شادی جیسے اہم امر کے متعلق کچھ تفصیل سے بحث کروں۔ میں صرف دو لفظ لکھتا ہوں۔ جب لڑکی بالغ ہو جاوے۔ تو اُس کی شادی اس کی رضامندی پر حصر رکھتی ہے۔ اور اُسے ہر طرح کی آزادی تجویز کردہ نکاح کے قبول یا اُس سے انکار کر دینے کا حق حاصل ہے۔

ہاں معاملات وراثت اور جائیداد کے متعلق عورت کے ذاتی حقوق رکھنے میں اسلام نے نہ صرف اپنے وقت کے کل موجودہ قوانین کی اصلاح کی۔ بلکہ وہاں تک ترقی کی کہ آج بھی مہذب سے مہذب قوموں کو بہت کچھ ترقی کر کے اسلام تک پہنچنا ہوگا۔ تمام قوموں کے قوانین نے عورت کو نظر انداز کیا ہوا ہے اور اسلام کی کتاب کے سوا تو ذاتی حقوق کسی نے بھی عورت کو شاید نہیں دیئے ہاں قرآن نے کہا۔ کہ عورت مرد دونوں مقرر کردہ حصص میں اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کا ورثہ پاویں گے۔ اسلام میں نہ صرف عورت اپنے باپ سے اپنا جسم حاصل کرتی ہے۔ بلکہ اُس کی جائیداد بھی ورثہ میں باقی ہے یہ تو مغربی تہذیب ہی کچھ اس قدر عورت کی شخصیت پر حسد کرتی ہے۔ کہ جس وقت عورت نے شادی کی وہ صرف جائداد میں ہی ذاتی حق نہیں کھو بیٹھتی بلکہ ساتھ ہی وہ تو اپنا نام بھی گنوا بیٹھتی۔ اور مسز فلاں و فلاں ہو جاتی ہے اور شادی سے پہلے بھی اُس کا کوئی نام نہ تھا۔ مس فلاں و فلاں کہلاتی تھی

پہلے باپ کے نام پر اور پھر خاوند کے نام پر پکاری جاتی تھی۔ مغرب میں اس رواج کی سختی کو بعض طبائع عورتوں نے محسوس کیا ہے اور اپنی شخصیت کے قایم کرنے کے لیئے اُنھیں مفروضہ نام تجویز کرنے پڑتے ہیں۔ مسز لوئیس جارج الیٹ بنکر دُنیا کے سامنے آئی اور شاعر چارلس میکے کی متبنیٰ لڑکی نے ماری کوریلی کی شکل اختیار کی۔ لیکن اسلام میں عورت کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک مسلم لڑکی شادی کے بعد اپنی شخصیت قائم رکھتی ہے۔ اور اُسکو مطلق ضرورت نہیں۔ کہ وہ خاوند کے نام پر بلائی جاوے اور یہ ایک راز ہے جس پر اُس کی شخصیت کے قیام کا انحصار ہے۔

اسلام کے قوانین نکاح میں اصول کورچر کو دخل نہیں۔ کورچر انگریزی قانون میں ایک اصطلاح ہے۔ جس سے مراد وہ حفاظت شوہر ہے جس میں عورت بعد از شادی اجاتی ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر ہالینڈ نے اپنی کتاب جلسہ القانون میں ذیل کے الفاظ لکھے ہیں :-

"شادی سے غرض تو وہ یگانگت پیدا کرنی تھی۔ جس سے مرد اور عورت میں ایک ایسی شراکت پیدا ہو جاوے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کسی حق پر نالش نہ کر سکے۔ لیکن یہ عجیب شراکت ہے کہ جس میں مرد کو تو سارے ہی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اور عورت صرف کسی کو کوئی جائیداد دے ہی

نہیں سکتی۔ بلکہ کسی قسم کے معاہدہ یا وصیت یا استقلال کرنے کا بھی اسے مطلق اختیار نہیں۔

انگلستان کا کامن لا بہت ہی مضبوط صورتوں میں عورتوں کی ان ناقابلیتوں پر زور دیتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مصنّف لکھتا ہے کہ ہمارا کامن لا کس طرح قطعی طور پر عورت کو مرد کے حوالے کر دیتا ہے جس وقت عورت شادی کے وقت آتی ہے۔ تو ایک خوبصورت دولتمند لڑکی ہوتی ہے جیسے خاوند پر ہر طرح کا اعتبار ہوتا ہے۔ لیکن خاوند اگر چاہے۔ تو بدسلوکی اس کے ساتھ کرے۔ وحشیانہ طریق پر پیش آوے۔ اور اس کا کوئی علاج قانون نے نہیں کیا۔ کہ چند ہی سالوں میں عورت اپنی جائداد کو چھوڑ کر خاوند سے الگ ہونا چاہتی ہے۔ بے زر۔ بے کس۔ کل قوائے مضمحل اور بے پر۔

اب کچھ سالوں سے رییل پروپرٹی کے متعلق انگلستان نے قانون کی اصلاح کر کے بعض حقوق نسوان محفوظ کیئے ہیں۔ لیکن انگلستان کو ابھی بہت کچھ مسافت طے کرنا باقی ہے۔ جب وہ اُس مقام پر پہنچے گا۔ جہاں حقوقِ نسوان کے متعلق اسلام صدیوں سے کھڑا ہے۔ اسلام نے عورت کو جائداد پر کامل حقوق دیئے ہیں۔ شادی سے اُن میں فرق نہیں آجاتا۔ وہ اگر پسند کرے تو خود معاہدات کر سکتی ہے حقوق اور ذمہ داریاں اپنے نام پر پیدا کر سکتی ہے اور خاوند کو مطلق حق نہیں۔ کہ اُس کے اُن معاملات میں دخل دے۔

اس میں شک نہیں کہ قانون کورچر یعنی عورت کا خاوند کی حفاظت میں آجانا ایک فائدہ بھی عورت کو دیتا ہے۔ بعض جرائم کر کے وہ عدالت میں نہیں کھینچی جاتی۔ اُس کے خاوند کو اس کی جگہ عدالت میں چارہ جوئی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس سے تو اور بھی اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس قانون کا اصول یہ ہے کہ وہ خاوند کی جائداد ہے۔ رومن لا کے ماتحت غلام اگر جرم کرے تو اس کے مالک کو جوابدہی کرنی پڑتی تھی +

امریکہ میں اس وقت حبشی غلاموں کے متعلق یہی قاعدہ ہے۔ اور یہاں بھی اگر گھوڑا یا کوئی جانور کسی کو نقصان پہنچاوے۔ تو اُس کی جوابدہی تو اس کے مالک کو ہی کرنی پڑتی ہے +

مجھے افسوس ہے کہ اس وقت وقت اس قدر تھوڑا ہے۔ کہ جن امور کو آج میں نے بیان کیا ہے۔ اس میں بھی اختصار کو زیر نظر رکھا ہے۔ اور ابھی تو بہت سے امور ضروری باقی ہیں۔ جو روشنی چاہتے ہیں۔ ان میں ضروری امور شادی۔ طلاق۔ اور آور متعلقہ ہیں۔ جو کسی اور موقعہ پر زیر بحث آسکتے ہیں لیکن خاتمہ پر مجھے دو چار لفظ حقوق طلب عورتوں سے کہنے ہیں جو اس وقت اپنے شوہروں سے برابری چاہتی ہیں۔ اور جو اس وقت کل مردوں کو حقوق مساوات کے لئے تنگ کر رہی ہیں اور ان کی حکومت سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔ دیکھو بروئے کتاب پیدائش۔ خدا کا فتویٰ تو تم پر یہ ہے کہ

"تو شوہر کی خواہش مند ہو گی ۔ اور وہ تجھ پر حکمران ہو گا"

جب یہ فتویٰ ہے تو کیوں اپنی قوتوں کو ضایع کر رہی ہو ۔ دیکھو پہلے تو خود پہلے قرنتیوں میں جو کتاب پولوس نے لکھی ہے یہ پڑھا ہے :۔

"مرد عورتوں کے لئے نہیں ۔ بلکہ عورت مرد کی خاطر پیدا کی گئی"

جب بالفاظ کتاب مقدس مرد تمہارا آقا ہے ۔ تو پھر یہ علم بغاوت کیسے ۔ یہ شور کیوں ؟ دیکھو مقدس پولوس کہہ گیا ہے :۔

"عورت ذات کو چاہئے کہ اطاعت اور خاموشی سے کچھ سیکھے ۔ مجھے برداشت نہیں کہ عورت مرد پر کوئی حکومت یا تفوق حاصل کرے ۔ بلکہ اسے خاموش رہنا چاہئے ۔ جب یہ حکم ہے تو پھر یہ کیوں شور و غوغا مچا رکھا ہے ۔ کیوں یہ تیز مزاجی اختیار کی ہے ۔ جاؤ کنج تنہائی میں بیٹھو ۔ خاموشی اور اطاعت کو اختیار کرو ۔ کیا تمہیں خدا کے کلام کا بھی علم نہیں رہا ۔ یہ تمہاری بدقسمتی تھی ۔ کہ تمہاری قوم نے اپنے بعض قوانین کی بنیاد بائیبل کی بعض آیات پر رکھ دی ۔ پھر وہ تمہاری اصل حیثیت کو کیسے سمجھیں ۔ اور وہ کیا کریں ۔ خدا کا حکم ہی ایسا ہے ۔ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہارے مرد اس مقدس کتاب پر ایمان رکھیں ۔ یہ تو سخت الحاد اور کفر ہے ۔ مناسب یہی ہے کہ انجیل و توریت نے جو تمہیں دیا ۔ جو تمہاری قسمت کا فیصلہ کر دیا اسے بسرو چشم قبول کر لو ۔ ہاں اگر اضطرار کی اب حد نہیں رہی اور موجودہ حالات سے بیزار ہو ۔ اور صبر کی تاب و توان بھی نہیں ۔ تو پھر میری کتاب میں تمہارے لئے ایک

خوشخبری ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ عورت کے مرد پر وہی حق ہیں جو مرد کے
عورت پر۔ یعنی مرد عورت سے وہی طلب کرے جو عورت کو دے +

مسجد ووکنگ میں ایک اسلامی خطبۂ نکاح

۲ جولائی ۱۹۱۴ء کو مسجد ووکنگ میں ایک دلچسپ منظر تھا۔ ایک نومسلم بھائی مسٹر عثمان المہدی معروف بہ مسٹر جان بارلنگٹن فشر کا نکاح ایک نومسلم خاتون رشیدہ خانم (مس مارگریٹ راس) سے قرار پایا تھا۔ دولھا دولہن کے رفقا اور رشتہ دار مسجد میں پچھلے پہر جمع ہوئے نماز عصر کے بعد رسم نکاح خوانی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مولوی عبدالحی صاحب (عرب) نے جو اس وقت عربی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ قرآن کریم سے سورۂ نساء کا پہلا رکوع پڑھا۔ اس کے بعد امام مسجد (خواجہ کمال الدین صاحب) نے ماثورہ[1] خطبہ نکاح پڑھا اور اس کے بعد ذیل کے الفاظ کہے :-

[1] یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ۰

یہ آیات جو میں نے ابھی آپ صاحبان کے سامنے پڑھی ہیں۔ قرآن کریم کی ایک سورۃ کی ابتدائی آیات ہیں۔ اس سورۃ کا نام سورۃ النساء ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات جب انھیں اپنے پیروؤں میں سے کسی کے نکاح کا اعلان کرنا ہوتا تھا تو یہی آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ہم مسلمان بھی ایسے مبارک مواقعات پر انہی آیات کریمہ کو تلاوت کیا کرتے ہیں۔ شادی ایک نہایت پاک اور مقدس رشتہ ہے جس سے انسان کے ذمہ بہت سے ایسے فرائض اور حقوق واجب الادا ہو جاتے ہیں۔ جن کو اکثر اوقات نظر انداز کر دینے کے باعث خانگی زندگی جہنم کا نمونہ اور باعث لعنت بن جاتی ہے۔ لہذا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دولھا دولہن کو ان بڑی بڑی ذمہ داریوں کو یاد دلانے کے لئے جو شادی کے [illegible] عائد ہو جاتی ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے متعلق قرآن شریف کی یہ اور ایسی ہی بعض دوسری آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ در حقیقت اس ازدواجی رشتہ میں جس سے دو روحیں آپس میں مل جاتی ہیں عورت اکثر اوقات مصائب اور دکھوں کا ہی تختہ مشق رہی ہے۔ عورت کے ساتھ ایک چھوٹی اور کمزور چیز کی طرح جو گھر کی زینت اور آرائش کا باعث ہو۔ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ جورو جیسا لقب اپنے پر بخوشی اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن اصل حقیقت ویسی کی ویسی ہی رہتی ہے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی کبھی ویسا سلوک روا رکھا گیا ہو

جس کو وہ اپنی حیثیت کے رو سے اور اپنے خاوند کی شریک زندگی ہونے کی وجہ سے جایز طور پر حقدار ہے۔ اس کا سبب بتانا کوئی مشکل امر نہیں۔ تاریخ عالم کے نامعلوم زمانوں سے ہی دکا سلوک عورت کے ساتھ نہایت ہی حقیر اور ذلیل رہا ہے۔ اور اس کا اثر یہاں تک پہنچا ہے۔ کہ تہذیب جدید نے بھی اس کی ذلیل حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں کی۔ روم۔ یونان۔ مصر۔ ہندوستان اور چین سب پر حریت کے خوشگوار دن آئے لیکن عورت کو ہمیشہ منڈی میں بیچنے کے قابل جایداد خیال کر کے گھر کے مالک کی رضا و رغبت پر ہی قابل تغیر و تبدل ٹھیرایا گیا۔ اسلام سے پیشتر کوئی دوسرا مذہب بھی اس کی حالت کو سدھار نہ سکا۔ غرضیکہ عورت کو ہمیشہ جہالت و گمراہی کے پردہ میں رکھا گیا۔ حتےٰ کہ خدا تعالےٰ کی آخری اور مکمل کتاب قرآن کریم کا نزول ہوا جس میں عورت کی عزت و عظمت کے قایم رکھنے کے لئے پوری ایک سورۃ اس کے نام پر نازل ہوئی اور اس میں اس کے حقوق کا پورا اور مناسب لحاظ رکھا گیا۔ اس سورۃ کی سب سے پہلی آیت یوں شروع ہوتی ہے۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً ۝ اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر تمہاری جنس سے تمہارے لئے عورت کو پیدا کیا۔ اور ان سے

بہت سے مرد اور عورتیں زمین میں پھیلا دیئے۔ اور اس خدا سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہو۔ اور... رحموں (ارحام) کے رشتوں اور تعلقات کو نگاہ رکھو جو تمہیں اللہ سے پھرتے ہیں تحقیق اللہ تعالےٰ تمہارا نگہبان ہے۔ عورت اور مرد ایک ہی جان سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ ایک ہی مخرج سے نکلے ہیں۔ اس لئے مخرج کی یکسانیت ایک ہی جیسے سلوک اور درجہ اور رتبہ کی متقاضی ہے۔ لہذا حکم دیا گیا۔ کہ مرد عورت کو کمزور اور ناتوان پاکر اسے حقیر اور ناچیز خیال نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی طریقہ سے اس کی حیثیت میں کوئی کمی پیدا کرے۔ کیونکہ وہ بھی اسی جنس اور روح سے پیدا کی گئی ہے۔ جس سے کہ مرد کا تخلق ظہور میں آیا ہے۔ آیت مذکورہ بالا ایک لحاظ سے نہایت ہی ضروری اور قابل لحاظ ہے۔ کیونکہ اس سے عیسائی مصنفین کی اس دروغ بافی کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ جس میں اسلام کو عورت کے اندر روح کے ہونے کا انکاری بتایا گیا ہے۔

نسل انسانی کو قایم اور برقرار رکھنے کے لئے مرد اور عورت کے ذمہ بہت سے ازدواجی فرایض واجب الادا ہوتے ہیں اس بات کو سمجھانے کے لئے کہ محبت و مہربانی ولنوازش ہی زندگی کا ایک اصول ہونا چاہئیے اور مرد کی طرف سے اپنے اختیارات اور احکام کا منوانا اور عورت سے ان کی اطاعت وفرمانبرداری ہی کرتے چلے جانا درست نہیں۔ ایک محبت۔ نرمی اور گرم گستری ہی مرد وعورت

کے باہمی تعلقات اور جذبات کو درست کر سکتی ہے۔ ذیل کی آیت کریمہ میں
اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ ومن ٰایاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم
ازواجًا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ اور اس کے نشانات
میں سے یہ ایک خاص بات ہے کہ اس نے تمہارے لئے عورتیں تمہاری
اپنی جنس سے پیدا کیں۔ تاکہ تم ان کے ساتھ تسکین حاصل کر سکو۔ اور تم میں محبت
اور رحمت پیدا کر دی ہے۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم عورت کے متعلق۔ اور کوئی
شخص کسی دوسرے مذہب میں عورت و مرد کے باہمی تعلقات کی نسبت جو
محبت الفت اور مساوات پر مبنی ہوں۔ اس سے زیادہ بہتر تعلیم حاصل نہیں
کر سکے گا۔

یہ امر کہ عورت و مرد دونوں پر یکساں ایک دوسرے کی خوشنودی منحصر
ہے۔ ایک دوسری آیت کریمہ میں اس حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے۔ اور اس
صداقت کے اظہار کے لئے ایک مناسب اور برمحل خوبصورت اور عمدہ تشبیہ سے
کام لیا گیا ہے۔ فرماتا ہے:۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن تمہاری بیویاں
تمہارے لباس ہیں۔ اور تم ان کے لباس ہو۔ مرد اور عورت کی شادی کے بعد کے مختلف
فرائض اور ذمہ واریوں کو سمجھانے اور بتانے کے لئے یہ کیا ہی خوبصورت اور
نہایت ہی برمحل تشبیہ دی گئی ہے۔ لباس جب جسم پر پہنا جاتا ہے تو وہ ہمارے
جسم سے دوسرے درجہ پر سمجھا جاتا ہے۔ پس مرد اور عورت کو بھی باہمی محبت اور

اور شفقت کے بارہ میں آپس میں ایسی ہی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ لباس کے ذریعہ انسان کی شرمگاہ اور تمام ایسے جسمانی نقائص اور بیماریاں مستور رہتی ہیں جو کہ دوسروں سے پوشیدہ رہنی چاہیئیں۔ ایسا ہی ہم میں بعض اخلاقی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ ایسی تمام باتیں عوام کی آنکھوں سے پوشیدہ رہیں تو رہیں۔ لیکن مرد اور عورت نکاح ہو چکنے کے بعد ایک دوسرے کے راز اور خفیہ بیماریوں سے پورے واقف ہو جاتے ہیں۔ پھر اگرچہ ہم عوام کے خیال میں تمام سوسائٹی سے بالا و برتر ہوں۔ تاہم ہماری زندگی میں بعض ایسے بدنما داغ ہوتے ہیں۔ جو عوام کے علم سے ہمیشہ دور رہنے چاہیئیں یہ پوشیدگی بنی نوع انسان کے لئے مفید بھی ہے۔ اگر ہماری بیویاں ہماری آبرو کے لئے نہ ہوتیں تو اس صورت میں ہمارا ننگا پن ہمارے لئے نہایت خطرناک نتائج کا باعث ہوتا۔ اور خانگی اور روحانی زندگی کی سلامتی اور بچاؤ نہایت خطرہ میں ہوتا اس لئے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے عیوب کو ٹھیک اسی طرح چھپائے رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ لباس جسمانی نقائص کو ڈھانپ لیتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے کپڑوں سے موسمی ضروریات کیوقت بھی ہمیں ہر طرح کا آرام و آسایش نصیب ہوتی ہے موسم سرما اور گرما میں ہمیں سردی و گرمی کے تاثرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ موسم کی گرمی اور سردی کا مقابلہ انسان کر سکتا ہے لیکن روحانی دکھوں کے وقت جبکہ ہمارے خانگی معاملات اور گھر کی حدود کے اندر سرد مہری اور رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں بہت ہی سخت آزمایش اور مصیبت کا سامنا ہوتا ہے جس سے تمام صبر و استقلال بالکل کافور ہو جاتے ہیں۔ ایسی مصائب کے وقت بیوی یا خاوند ہی دلاسا اور تسکین کا موجب ہو سکتی ہیں۔ پھر جیسے لباس کے ذریعہ بدن کو عمدگی خوبصورتی اور زیب و زینت حاصل ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح عورتیں بھی اپنے خاوندوں کے لئے ایسی ہی برکات کا باعث ہیں۔ اور ایسا ہی خاوند اپنی عورتوں کے لئے۔ الغرض

اس چھوٹی سی پُر معنی آیت کریمہ میں نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ مرد اور عورت کے باہمی تعلقات میں ایک دوسرے کے فرایض اور ذمہ واریوں کے متعلق قرآن کریم نے انسانی وہم وخیال سے بڑھ کر فیصلہ دیا ہے ۔

اسلام میں عورتوں کو اپنے حقوق اور مطالبات کے لحاظ سے کسی بے عزتی یا بدلحاظی کا شکار نہیں ہونا پڑتا ۔

وعاشروھن بالمعروف ۔ یہ ایک دوسری ہدایت اللہ تعالےٰ کے پاک کلام میں ہے ۔ الغرض اگر کوئی چاہے تو قرآن سے اور ایسی ہی متعدد آیات پیش کر سکتا ہے ۔ جن میں عورتوں کے حقوق جتلائے گئے ہوں ۔ لیکن میں یہاں صرف ایک ہی ایسی آیت کو پیش کر دیتا ہوں جس سے یہ مطلب نہایت عمدہ طور پر پورا ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ۔ یعنے اگر تمہارے چند ایک حقوق عورتوں کے ذمہ واجب الادا ہیں ۔ تو اسی طرح سے عورتوں کے بھی بعض حقوق تمہارے ذمہ عاید کئے گئے ہیں ۔ اس آیتہ کریمہ نے عورت ومرد کے درمیان مساوات کا درجہ قایم کیا ہے اس لئے ہر ایک مسلمان خاوند کو صنف نازک کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت ہمیشہ اس آیتہ کو مدنظر رکھنا چاہیے ۔ معزز خواتین اور اخوان! آج ہم مسلمان اور ہمارے دیگر غیر مسلم دوست دو مسلمانوں (عثمان المہدی المعروف مسٹر جان بارلنگٹن فنشر آف ووکنگ اور ٹاربیٹ کے مسٹر جان راس کی لختِ جگر رشیدہ یا مس مارگریٹ راس کی شادی کا اعلان کرنے لئے جمع ہوئے ہیں ۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے پوری رضامندی اور بلا کسی جبر واکراہ کے رشتہ ازدواج قایم کرنا پسند کرتے ہیں ۔ اس شادی کا مہر اسلامی قوانین کے مطابق فریقین کی رضامندی سے پانچسو پونڈ جن کا نصف دوسو پچاس پونڈ ہوتے ہیں مقرر ہوا ہے ۔ یہ رقم مسٹر فنشر مہدی یعنے دولہا کے ذمہ رشیدہ یعنی دلہن کی اس کے عندالطلب واجب الادا ہوگی ۔ اور یہ رشیدہ کا اپنا مال متصور ہوگا ۔

جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خاوند کی دست اندازی یا اس کے ساتھ حصہ بخرہ کئے بغیر خرچ کر سکتی ہے۔ اس رقم کے ساتھ وہ تمام اموال یا جائداد وغیرہ بھی دلہن ہی کی ملکیت متصور ہو گی۔ جو مسٹر فشر نے اسے بطور اپنی بیوی کے دے دی ہو۔ اس تقریر کے بعد امام صاحب نے دولہا اور دلہن کو کھڑا ہونے کے لئے کہا اور مفصلہ ذیل سوال و جواب امام صاحب اور انکے درمیان ہوئے۔

امام۔ مسٹر عثمان المہدی دالمعروف مسٹر جان بارلنگٹن فشر) کیا آپ جان رابن آف مارگریٹ آرگلشائر کی ناکتخدا دختر رشیدہ دالمعروف مارگریٹ راس) کو برضا و رغبت خود بغیر کسی جبر و اکراہ کے پانچسو پونڈ مہر پر جو رشیدہ کو اس کی خواہش پر ادا کرنا ہوگا اور یہ مہر اس کی ذاتی ملکیت ہو گا۔ بطور اپنی بیوی کے قبول کرتے ہیں +

عثمان المہدی۔ ہاں میں قبول کرتا ہوں +

امام۔ رشیدہ (یا مس مارگریٹ راس) کیا آپ عثمان المہدی کو پانچسو پونڈ مہر پر جو مسٹر فشر کو تمہارے مطالبہ پر تمہیں ادا کرنے ہونگے۔ اور جو کہ تمہاری ذاتی ملکیت ہوگی۔ بطور اپنے خاوند کے قبول کرتی ہو؟

رشیدہ۔ ہاں میں قبول کرتی ہوں +

اسکے بعد امام نے عثمان المہدی اور رشیدہ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں مسلمان اور غیر مسلموں کے اس مجمع کے سامنے جو کہ تمہاری اس شادی کا گواہ ہے اور یہ امر اسلامی شریعت کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا۔ تمہارے نکاح کا اعلان کرتا ہوں خدا تعالے تم پر اپنی رحمت اور برکت نازل فرمائے اور تمہیں خوشحالی نصیب ہو لیکن تمہارے یہاں سے جانے سے پیشتر میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اور اس کیلئے اس سے زیادہ بہتر صورت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ میں تمہاری اور دیگر حاضرین کی بھلائی کیلئے پیغمبر صلعم کے چند ایک پاک کلمات تمہیں سناؤں تم مسلمان ہو۔ اور تم نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

جیسے آقائے نامدار کو اپنا رہنما اور پیشوا تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کے پاک و مقدس الفاظ تمہاری زندگی میں جو تم اب شروع کرنیوالے ہو مشعل راہ ہونے چاہئیں سب سے پہلے میں عثمان المہدی کو اس کے آقا اور استاد صلعم کے مفصلہ ذیل کلمات کیطرف متوجہ کرتا ہوں

(۱) عورتیں مردوں کے برابر حصہ دار ہیں۔

(۲) خدائے تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے پیش آنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ہماری مائیں۔ بیٹیاں اور رخالائیں ہیں۔ جو لوگ اپنی بیویوں کو پیٹتے ہیں وہ اچھا کام نہیں کرتے اور ٹھیک راہ پر نہیں چلتے۔ وہ شخص میرے دین سے باہر ہیں ہو جو (اپنی حرکات سے) اپنی عورت کو بدکاری سکھائے +

(۳) عورتوں کے حقوق پاک اور مقدس ہوتے ہیں۔ دیکھو کہ عورتیں کسطرح سے ان حقوق کو محفوظ رکھتی ہیں جو ان کے ذمہ عاید کئے گئے ہیں۔

(۴) عورت اپنے خاوند کے گھر میں مثل بادشاہ کے ہوتی ہے۔

(۵) اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو۔

(۶) تمام دنیا و مافیہا نہایت قیمتی اشیاء ہیں۔ لیکن دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی چیز پارسا عورت ہے

(۷) ایک مسلمان کو اپنی بیوی کی تحقیر کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ اس کی کسی برائی سے ناراض ہو تو اس کو اس کی دوسری خوبیوں کی وجہ سے درگذر کرے +

(۸) تم میں سے اللہ تعالےٰ اور اس کی مخلوق کے لئے سب سے زیادہ اچھا وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اور میں اپنے اہل وعیال کے حق میں سب سے اچھا ہوں۔

(۹) اپنی بیوی کو نیک مشورہ دو۔ وہ نیک ہوگی تو اسے فوراً قبول کریگی۔ اور فضولیات سے کنارہ کش ہوگی۔ اور اپنی شریف بیویوں کو غلاموں کیطرح مت پیٹو۔

(۱۰) وہ شخص سب سے زیادہ پکا اور مسلمان ہے جو عمدہ اور خوشگوار مزاج

رکھتا ہو۔ اور تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی عورتوں سے حسن سلوک کرتے ہیں
(۱) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب معاویہ نے ان حقوق کی بابت سوال کیا۔ جو بیوی کے انکے خاوند کے ذمہ ہیں تو آپ نے فرمایا اسکو کھانا دو۔ جب تم خود روٹی کھا اسے پہننے کے لئے کپڑے دو جب تم خود کپڑے پہنو اس کے موُنہ پر تھپڑ مارنے اور اسے گالی دینے سے احتراز کرو۔ اور اپنے گھر کے سوائے اپنی بیوی سے کبھی جدا نہ ہو۔
(۲) اپنی بیویوں کیساتھ برتاؤ کرتے وقت خدا کا خوف مدنظر رکھو۔ کیونکہ تحقیق وُہ تمہاری مددگار ہیں تم نے خدا کی ضمانت پر لیا ہے۔ اور اُسی خدا کے حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں۔
اس کے بعد رشیدہ کو مخاطب کر کے امام صاحب نے فرمایا۔ کہ سنتے مجھے ایک یا دو لفظ تمہارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام سے کہنے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :-
"ایک پارسا عورت مرد کا سب سے اچھا زیور ہے"
"وہ عورت دوسروں کیلئے نمونہ ہے جو تمہیں جب تم اُنکی طرف رغبت کرو خوش کرتی ہے ۔ وہ تمہاری ہدایات اور احکام کی تعمیل کرتی ہے۔ اور تمہاری عزت کی نگہداشت رکھتی ہے۔ اور جب تم باہر ہوتے ہو۔ تو اس حالت میں بھی وہ تمہارا مال ہے"
اس کے بعد امام صاحب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ۔ اور مسجد کا خادم شادی کے اقرارنامہ کی دو نقلیں لے آیا۔ جو کہ چمڑے کے کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں۔ ان پر دولھا اور دولہن نے مجمع کے سامنے دستخط کئے اور شادی کے مذکورہ بالا گواہوں۔ اور حاضرین میں سے بعض نے اُن پر اپنی تصدیق اور گواہی کی اس اقرارنامہ کی ایک نقل دولہا اور دوسری دولہن کو دی گئی جس پر یہ مبارک رسم شادی ختم ہو گئی اور تمام حاضرین مسجد سے اٹھ کر ضیافت پر تشریف لے گئے +

شاہجہان مسجد ووکنگ
کے
نمازعیدین کے فوٹو

آرائش مکان کے لیئے بہترین فوٹو۔ آپ نے مساجد اور معبدوں کے بہت سے فوٹو ملاحظہ فرمائے ہونگے۔ لیکن یہ فوٹو اپنی نوعیت میں یکتائی کا بجا دعوے رکھتے ہیں انمیں وحدت کا رنگ نظر آتا ہے توحید تثلیث پر غالب آرہی ہے اور انگلینڈ جیسی زمین میں جہاں کہا جاتا ہے کہ لوگ مذہب کی ضرورت سے قطعاً آزاد ہیں۔ اسلام نے کتنوں کے دل میں جگہ کی ہے۔ یہ فوٹو اس بات کے شاہد ہیں کہ علاوہ نومسلمین انگلستان کے دیگر عیسائی معززین کس دلچسپی کے ساتھ اسلامی خطبوں اور وعظوں میں حصہ لیتے ہیں نماز عیدین کے فوٹو میں اخوت اسلام کا منظر ہے مشرق اور مغرب کے مسلمان کسطرح دوش بدوش لے جلے جناب مولوی صدرالدین صاحب وجناب خواجہ کمال الدین صاحب کی اقتدا میں اپنے واحد لاشریک خدا کے حضور ایک ساتھ ایک صف میں دست بستہ کھڑے ہیں اور رکوع کر رہے ہیں۔ اور سربسجود ہیں + خطبے کے تین مختلف موقعوں کے فوٹو ہیں۔

ایک فوٹو تمام ان برادران کا ہے جو نور اسلام سے مشرف ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر معززین لارڈ صاحبان پروفیسر اور فوجی صاحبان کے فوٹو ہیں جو اسلام سے مشرف اندوز ہو چکے ہیں یہ فوٹو آرائش مکان کے لیئے بہترین اسلامی یادگار ہونیکا فخر رکھتے ہیں شائقین جلد فرمائش کریں ورنہ سٹاک کے ختم ہو جانے پر مایوسی ہوگی۔ قیمت فی فوٹو (۱) فی درجن (۱۰) +

مینجر اسلامک ریویو۔ عزیز منزل۔ نولکھا۔ لاھور +